اسلام اور ہندو مت میں تصور گناہ :ایک تجزیاتی مطالعہ

The Concept of Sin in Islam and Hinduism: An Analytical Study

Dr. Zia ud Din
Visiting Lecturer, Department of Arabic & Islamic Studies, University of Mianwali:
zia8537@gmail.com

Hafiz Muhammad Tahir
Alumni Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore:
muhammadtahir4012@gmail.com

Dr. Muhammad Sarfraz Khlid
Associate Professor, Dept. of Islamic Studies, LahoreGarrison University, Lahore:
drsarfrazkhalid@lgu.edu.pk

Abstract:
The concept of sin within Islam and Hinduism has been discussed in this article wherein the meaning and definition of sin have been described. Furthermore, the base and kinds of sins have been mentioned and thereafter the agreed and disagreed aspects of some sins, within these two religions, have been described. There is a resemblance in some kinds of sins within Islam and Hinduism and, hence, one can lead a successful life by avoiding these sins. But Manoo has divided Hindus into four different castes and graded them into four categories wherein the highest rank is enjoyed by the Brahmans whereas Shoodras are considered as the lowest caste. Hence, the same sin is considered as a minor sin for the highest caste while it is considered as a major sin for the lowest one. Unlike this, Islam has described a clear-cut procedure regarding the sin and crime that is based upon justice and equality and, hence, there is the same clutch and punishment for all. The code of Islam and the teachings thereof are applicable because they have been revealed by the Creator Himself and in the sight of Allah, the whole mankind is equal. There is no concept of social division within Islam. Quran has described the division of nations and tribes only as an introduction rather than the racial or tribal bigotry.

Keywords: *Equality, Revealed by God, Applicable, Teachings, Agreed, Disagreed, Sin.*

اسلام میں گناہ کے معنی نافرمانی کرنا ہے جس کام میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی ہوتی ہو اسے گناہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو قسم کے حکم دیئے ہیں: اول جن کے کرنے کا حکم دیا ہے وہ اوامر کہلاتے ہیں اور دوسرے جن سے روکا ہے نواہی کہلاتے ہیں۔ پس جان بوجھ کر اوامر کو ترک اور ارادہ ونیت سے نواہی کا ارتکاب کرنا گناہ کہلاتا ہے۔

جبکہ ہندومذہب میں پاکیزگی کو"دھرم"کہتے ہیں اور پاکیزگی گزارنے والے کو"دھارمک" جبکہ قانون توڑنے کو "ادھرم"کہا جاتا ہے چنانچہ قانون کی پاسداری"دھرم" اور قانون کی خلاف ورزی "ادھرم"یا گناہ کہلاتی ہے۔اسلام اورہندومت میں موجود گناہوں کی چند اقسام کو تقابل کے طور پر ذیل میں بیان کیا جائے گا۔

گناہ (ذنب) کا لغوی معنی و مفہوم:

"گناہ (ف) اسم مذکر: (۱) وہ کام جس کے کرنے سے آدمی کیفر کردار کا مستحق ہو۔ پاپ، اپرادھ، نافرمانیٔ خدا، عصیان، معصیت (۲) جرم، خلاف ورزی قانون (۳) خطا، قصور"[1]۔

جبکہ عربی میں گناہ کیلئے ذنب کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کے لغوی معنی گناہ، جرم اور معصیت کے ہیں۔

علامہ جمال الدین محمد بن مکرم، ابن منظور لسان العرب میں ذنب کا معنی بیان کرتے ہیں:

"ذنب: الذنب: الاثم والجرم والمعصية، فی مناجاة موسیٰ علی نبينا وعليه الصلاة والسلام: ولهم علی ذنب (الشعراء: 14)، عنی بالذنب قتل الرجل الذی وكزه موسیٰ عليه السلام، فقضیٰ عليه، وكان الرجل من آل فرعون"[2]

---

[1] خالد اقبال یاسر (ناشر)،2006ء، فرہنگ آصفیہ، لاہور، مطبع عدن پرنٹرز، شاہ زیب مارکیٹ، کوپر روڈ، ج4 ص76۔

[2] ابن منظور، افریقی، 1405ھ، لسان العرب، ایران، مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ، ج1، ص389۔

"ذنب کا معنی ہے اثم، جرم اور معصیت اور اس کی جمع "ذنوب" ہے حضرت موسیٰ نے اپنی دعا میں کہا: ولھم علی ذنب (الشعراء ۱۴) اس سے مراد آل فرعون کے اس شخص کا قتل ہے جس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گھونسا مارا تھا

المفردات لالفاظ القرآن میں امام راغب اصفہانی ذنب کا معنی یوں بیان کرتے ہیں:

"والذنب فی الاصل: الاخذ بذنب الشیئ، یقال: ذنبته: اصبت ذنبه، ویستعمل فی کل فعل یستوخم عقباه اعتبارا بذنب الشیء، ولهذا یسمی الذنب تبعة، اعتبارا لما یحصل من عاقبته، وجمع الذنب ذنوب، قال الله تعالی (**فأخذهم الله بذنوبهم** (آل عمران : ۱۱) **وقال: فكلاً اخذنا بذنبه**، (**العنكبوت** : ۴۰) **وقال: ومن یغفر الذنوب الا الله** (آل عمران : ۱۳۵)"[3]

"ذنوب کے اصل معنی کسی چیز کی دم پکڑنا کے ہیں۔ ذنبتہ میں نے اس کی دم پر مارا، دم کے اعتبار سے اس فعل کو جس کا انجام برا ہو اسے ذنب کہتے ہیں۔ اسی بناء پر انجام کے اعتبار سے گناہ کو تبعۃ بھی کہا جاتا ہے۔ ذنب کی جمع ذنوب ہے"۔

راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

"اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان کے غلط اعمال کی وجہ سے پکڑا کے معنی ہے عمل کی اتباع میں آنا۔ پس گناہ کا معنی ہوا پیچھے آنے والا۔ ہر وہ عمل جو قرآن کریم، روایات مبارکہ اور اہل بیت کی اتباع دنیوی واخروی یا دونوں میں سے کسی کے بھی خلاف ہو وہ گناہ ہے"۔[4]

الغرض گناہ کے معنی نافرمانی کرنا ہے جس کام میں اللہ تعالی کے احکام کی نافرمانی ہوتی ہو اسے گناہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالی نے ہمیں دو قسم کے حکم دیئے ہیں: اول جن کے کرنے کا حکم دیا ہے وہ

---

[3] اصفہانی، راغب، حسین بن محمد، س ن، المفردات فی غریب القرآن، کراچی، نور محمد، اصح المطابع، کارخانہ تجارت کتب، ص 331۔

[4] اصفہانی، راغب، س ن، المفردات فی غریب القرآن، ص 181۔

اوامر کہلاتے ہیں اور دوسرے جن سے روکا ہے نواہی کہلاتے ہیں۔ پس جان بوجھ کر اوامر کو ترک اور ارادہ ونیت سے نواہی کا ارتکاب کرنا گناہ کہلاتا ہے۔

گناہ (ذنب) کا اصطلاحی معنی:

ایک معنی ہر وہ عمل جو شریعت اسلامی میں دیئے گئے احکام الہیہ یعنی واجبات کا ترک کرنا یا محرکات کا ارتکاب کرنا جس سے پکڑ ہوتی ہو اس میں شامل ہے۔

دوسری تعریف: ہر وہ عمل جو اوامر ونواہی کے خلاف ہو۔ ذنب میں شامل ہوتا ہے اگرچہ وہ گناہ کتنا ہی ہلکا (چھوٹا) اور آسان کیوں نہ ہو مگر وہ چونکہ اوامر ونواہی کے خلاف ہے اس بناء پر وہ عظیم گناہ ہے۔

اسلام میں تصور گناہ

گناہوں کی بنیاد:

انسان کے اخلاق و اوصاف تو بہت ہیں لیکن گناہوں کی بنیاد چار صفات میں ہے۔عبد الرحمن ابن جوزی منہاج القاصدین میں رقمطراز ہیں:

"پہلی صفت ربوبیت کا عکس ہے اور اس سے تکبر، فخر، حب مدح و ثناء اور عزت اور طلب رفعت وغیرہ پیدا ہوتی ہے اور یہ سب ہلاک کرنے والے گناہ ہیں جبکہ حالت یہ ہے کہ اکثر لوگ ان سے غافل ہیں وہ ان کو گناہ ہی نہیں سمجھتے۔

دوسری صفت شیطانیہ ہیں اور ان سے حسد، سرکشی، حیلے، مکر، فریب، کھوٹ، نفاق اور فساد وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔

تیسری صفت تیسری صفت بہیمیہ ہیں جن سے پیٹ اور شرم گاہ کی شہوت پورا کرنے کی حرص پیدا ہوتی ہے اور انسان زنا، لواطت اور چوری وغیرہ برائیوں کی طرف راغب ہوجاتا ہے۔

چوتھی صفات سبعیہ ہیں اور ان سے غضب اور کینہ اور لوگوں پر ہجوم کرکے قتل اور مار کٹائی اور مال چھین لینا وغیرہ برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔

یہ صفات ایک ترتیب سے پیدا ہوتی ہیں سب سے پہلے صفت بہیمی غالب آتی ہے پھر صفت سبعی اور جب یہ دونوں اکٹھی ہوجاتی ہیں تو فعل کی صفات شیطانیہ میں استعمال کرتی ہیں یعنی مکر، فریب اور حیلے وغیرہ میں یہاں تک کہ یہ صفات ربوبیت پر غالب آتی ہیں۔

یہ گناہوں کی بنیادیں اور ان کے سرچشمے ہیں انہی سے گناہ پھوٹ کر اعضاء کی طرف آتے ہیں اور بعض گناہ دل کی طرف رخ کرتے ہیں جیسے کفر اور بدعت اور نفاق اور دل میں برائی کو مخفی رکھنا وغیرہ اور بعض آنکھ میں، کان میں، زبان میں، پیٹ میں، شرم گاہ میں، ہاتھوں اور پاؤں میں اور بعض سارے بدن میں"۔(5)

گناہ کی اقسام:

مختلف مقامات پر گناہوں کی اقسام اور تعداد مختلف بیان کی گئی ہے اور ان مقامات پر الفاظ وتعبیرات کا اختلاف ہے ماحاصل ان سب کا ایک ہے۔عبد القادر حصاری اپنی تصنیف نبوی جواہر در ذکر کبائر میں گناہ کی اقسام یوں بیان کرتے ہیں:

> "یہ نافرمانیاں اور گناہ تین قسم کے ہیں:ایک اکبر الکبائر یعنی سب بڑے گناہوں سے بہت بڑے گناہ۔دوم کبائر یعنی بڑے گناہ۔سوم صغائر یعنی چھوٹے گناہ۔گناہ تو بہر صورت برا ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا کسی چھوٹے گناہ کو بھی چھوٹا اور حقیر اور معمولی جان کر نہ کرنا چاہیے کہ اس طرح انسان گناہوں کا عادی ہو جاتا ہے اور پھر وہ چھوٹے گناہ کرتا کرتا بڑے گناہ بھی کرنے لگ جاتا ہے"۔(6)

منہاج القاصدین کے مصنف ابن جوزی نے گناہوں کی اقسام یوں بیان کی ہیں:

> "گناہ دو قسم کے ہیں ایک وہ جو آدمیوں کے حقوق سے متعلق ہیں اور دوسرے وہ جو بندے اور رب کے درمیان ہیں پھر جو حقوق العباد سے متعلق ہیں ان میں معاملہ زیادہ سخت ہے لیکن جو بندے اور رب کے درمیان ہیں ان میں معافی کی بہت زیادہ امید ہے۔سوائے شرک کے اس سے خدا کی پناہ یہ ہی وہ گناہ ہے جس کی بخشش نہیں ہے"۔(7)

---

[5] ابن جوزی، عبد الرحمن، 1985ء، منہاج القاصدین، ص375۔

[6] عبد القادر، عارف، حصاری، س-ن، نبوی جواہر در ذکر کبائر، ص22۔

[7] ابن جوزی، عبد الرحمن، 1985ء، منہاج القاصدین، ص375،376۔

کبائر کی تعداد:

صحابہ کرام نے گناہ کبیرہ کے سلسلے میں اختلاف کیا ہے بعض کے نزدیک گناہان کبیرہ سات ہیں بعض کے نزدیک زیادہ اور بعض نے اس سے کم تعداد بتائی ہے۔

تفسیر نعیمی میں کبیرہ گناہوں کی تعداد کے بارے میں بیان کیا گیا ہے :

"گناہ کبیرہ تین یا سات یا ساٹھ یا اسی ہیں جیسا کہ مختلف احادیث میں وارد ہے۔ چنانچہ مسلم بخاری میں ہے کہ سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو، شرک، جادو کرنا، حرام نفس کا قتل، یتیم کا مال کھانا، جہاد سے بزدلی سے بھاگ جانا، پاکدامن مومنہ عورت کو زنا کی تہمت لگانا، بعض روایات میں ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنا، جھوٹی قسم کھانا، سیدنا عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ گناہ کبیرہ ستر ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن جبیر فرماتے ہیں کہ گناہ کبیرہ سات سو تک ہیں"(8)

علمی تحقیق کے مطابق تفاوت آثار کے اعتبار سے کچھ گناہ کبیرہ ہیں کچھ صغیرہ ہیں لیکن عمل سے دونوں قسموں سے گریز کرنے کا اہتمام ہونا چاہیے۔

ہندومت میں گناہ کی تعریف:

ہندو مذہب میں پاکیزگی کو "دھرم" کہتے ہیں اور پاکیزگی گزارنے والے کو "دھارمک" جبکہ قانون توڑنے کو "ادھرم" کہا جاتا ہے چنانچہ قانون کی پاسداری "دھرم" اور قانون کی خلاف ورزی "ادھرم" یا گناہ کہلاتی ہے۔ منوسمرتی میں راج سبھا کے اندر دھرم اور ادھرم کے حوالے سے یوں بیان کیا گیا ہے:

"گرڑ پران کے چوتھے ادھیائے میں وہ لوگ جو نیک کاموں کو چھوڑ کر برے عمل کرتے ہیں ان کے شری بھگوان کہتے ہیں۔ شری بھگوان بولے ہے گرڑ جو جیو بھلے کرموں کا تیاگ کرکے ہمیشہ برے کرموں کو ہی کرتے رہتے ہیں ایسے پاپی نرک میں جاکر ہی دکھ بھوکتے ہیں اور دکھ کے بعد پھر دکھ ہوتا ہے"(9)

---

[8] نعیمی، احمد یار خان، 1363ھ، تفسیر نعیمی، پیر بھائی پرنٹرز، ج5، ص41-43۔

[9] پریمی جی، س ن، کرم بھوگ چکر یعنی گرڑ پران، دھلی، موہن لعل مالک چاند بکڈپو، کھاری باولی، ص30۔

منو مزید لکھتا ہے:

"دھرم جو تمام شان و شوکت کا بخشنے والا اور تمام راحتوں کا مینہ برسانے والا ہے جو شخص اس کو برباد کرتا ہے عالم لوگ اسے "ورشل" پنچ مجرم جانتے ہیں اس واسطے کسی آدم کو دھرم کا کھونا واجب نہیں"۔ (10)

مندرجہ بالا شلوک سے یہ بات واضح ہو گئی کہ "ادھرم" جرم ہے نافرمانی اور گناہ ہے اور "ادھرمی" مجرم جو قانون واحکامات کو توڑنے والا اور دھرم کو برباد کرنے والا ہے۔

ہندو مت میں گناہوں کی اقسام / درجات

ابو الفضل اپنی تصنیف ہندو دھرم (اکبر کے عہد میں) میں گناہوں کی اقسام کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

"ابو الفضل ہندومت میں گناہوں کی اقسام پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ویسے تو گناہوں کی بہت زیادہ اقسام ہیں لیکن سب سات درجے کے گناہ ہیں جن کو ذکر کرتے ہیں۔

پہلے درجے کے گناہ پانچ سے زیادہ نہیں ہیں اور ان کا کفارہ نہیں ہے:

۱۔ برہمن کو مارنا ۲۔ ان کے ساتھ مجامعت کرنا ۳۔ برہمن اور کھتری اور بیس کا شراب پینا لیکن شودر کو پینا گناہ نہیں ہے، ۴۔ دس ماشہ سونا سرقہ کرنا ۵۔ ایک سال تک ان چاروں گناہوں میں سے کسی میں مبتلا رہنا۔"(11)

ابو الفضل دوسرے درجے کے گناہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دوسرے درجے کے گناہ نسب میں جھوٹ کہنا، بادشاہ کے آگے کسی کی شکایت لیجانا، استاد پر تہمت لگانا، یہ تینوں گناہ برہمن کے قتل کرنے کے برابر ہیں، بہن یا باکرہ یا حلال خور یا چرم گر یا رنگریز یا نٹوہ یا ماہی گیر یا سیل یا دوست کی بیوی یا بیٹے کی بیوی ان میں سے کسی عورت کے ساتھ زنا کرنا درجہ اول کے دوسرے گناہ کے برابر ہے اور بیہ کا بھولنا اور اس کا

---

[10] منو، 2007ء منو دھرم شاستر مترجم ارشد رازی، لاہور، نگارشات پبلشرز، المطبعہ العربیہ، 8، 16۔

[11] ابو الفضل، س ن، ہندو دھرم (اکبر کے عہد میں)، مترجم فدا علی، پٹنہ، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ص 271۔

کم حاصل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا اور اپنے عزیز کا قتل کرنا اور حرام کھانا درجہ اول کے تیسرے گناہ کے برابر ہے۔ اور امانت میں خیانت کرنا آدمی اور گھوڑا اور جواہر اور چاندی اور زمین کا سرقہ کرنا سونے کے سرقے کے مشابہ ہے"(12)

گناہ کے تیسرے درجے کو بیان کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

"تیسرے درجے کے گناہ گائے کا مارنا۔ دوسری عورتوں کے ساتھ زنا کرنا، دوسرے اشیاء کا سرقہ کرنا۔ کسی کھتری یا بیس یا شودر کا قتل کرنا۔ جادو کرنا مردم آزاری خراج کا وصول کرنا، دلالی اور دیوثی کرنا مشاطہ ہونا۔ اور فاحشہ عورتوں کا طریقہ اختیار کرنا اور زناکاری کا پیشہ اختیار کرنا۔ اور استاد اور باپ اور ماں کی خدمت گزاری سے بے فکر ہونا، سود زیادہ لینا۔ برہمن اور کھتری کا تجارت کرنا اور تین قسم کا قرض نہ ادا کرنا، دیوتاؤں کا کہ یہ جگن کرنا ہے اور پیروں سے کہ وہ بید پڑھنا ہے اور اسلاف سے کہ تولید مثل ہے۔ اور زناکار کا وقت پر نہ باندھنا۔ باوجود مقدرت کے اپنے عزیزوں کی خبر گیری نہ کرنا۔ اور اپنے بیوی بچوں اور باغ اور کنویں اور تالاب کا فروخت کرنا۔ زمین کی پیداوار کو بلاوجہ اکھاڑ دینا۔ خاص اپنے کھانے کیلئے کھانا پکانا۔ اپنی ملت کے خلاف پڑھنا۔ برہمن کا نوکری کرنا۔ بڑے بھائی کی موجودگی میں چھوٹے بھائی کا بیاہ کر دینا۔ یہ تمام گناہ گائے کو مارنے کے برابر ہیں "۔(13)

مزید درجات کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"چوتھے درجے کے گناہ، نفاق پھیلانا، اغلام کرنا، برہمن کو آزردہ کرنا، شراب اور بول براز کا پینا۔ پانچویں درجے کے گناہ، ہاتھی، گھوڑا، اونٹ، ہرن، مینڈھا، بکرا، بھینس، نیل گائے، مچھلی، گدھا، کتا، بلی سور، اسی طرح اور جانوروں کا مارنا۔ اور اس جماعت سے جس پر کچھ مقرر نہیں ہے مثلا حلال خور اور اس قسم کے گروہ سے روپیہ لینا، ان اشیاء کی تجارت

---

[12] ابو الفضل، س ن، ہندو دھرم (اکبر کے عہد میں)، ص 271۔

[13] ابو الفضل، س ن، ہندو دھرم (اکبر کے عہد میں)، ص 171-172۔

جن کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ جھوٹ کہنا اور شودر کی ملازمت کرنا۔ چھٹے درجے کے گناہ چھوٹے جانور جیسے چیونٹی وغیرہ کا مارنا اور شراب خوار کے ہاتھ سے یا اس کے برتن میں پانی پینا۔ ساتویں درجے کے گناہ میوہ اور پھول اور لکڑی کا سرقہ کرنا اور بڑے کاموں میں سراسیمہ ہو جانا ان تمام درجوں کے گناہوں کی پاداش مقرر کی گئی ہے تاکہ گناہ گار وبال سے رہائی پائیں۔"(14)

ہندومت کی تعلیمات میں مندرجہ بالا بیان کردہ گناہوں کی تمام اقسام سے اجتناب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

تصور گناہ کی اقسام میں مماثل ومختلف فیہ پہلو

اب ذیل میں اسلام اور ہندومت میں موجود گناہوں کے مماثل ومختلف فیہ پہلوؤں کو بیان کیا جائے گا۔

قتل:

روئے زمین پر مختلف مذاہب میں قتل کو جرم عظیم قرار دیا گیا ہے کیونکہ کسی انسان سے اس کا سب سے بڑا حق یعنی جینے کا حق چھین لینا۔ یہ ایک ایسا نقصان ہے جس کی تلافی ممکن نہیں ہے۔ اسی لیے تمام مذاہب میں اس کی ممانعت ہے۔

اسلام:

دیگر مذاہب کی طرح اسلام میں بھی قتل کو گناہ کبیرہ اور جرم عظیم قرار دیا گیا ہے۔ قتل انسانی کو جرم عظیم اس لیے قرار دیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انسانی جان کی حفاظت چاہتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾(15)

"اور اس جان کو قتل نہ کرو جسے (قتل کرنا) اللہ نے حرام کیا ہے بجز حقِ (شرعی) کے (یعنی قانون کے مطابق ذاتی دفاع کی خاطر اور فتنہ و فساد اور دہشت گردی کے خلاف لڑتے ہوئے)"

---

[14] ابو الفضل، س ن، ہندو دھرم (اکبر کے عہد میں)، ص272۔

[15] الانعام، 6 : 151۔

اسلام نہ صرف مسلمانوں بلکہ بلا تفریق رنگ و نسل اور امیر و غریب تمام انسانوں کے قتل کی سختی سے ممانعت کرتا ہے۔ اسلام میں کسی انسانی جان کی قدر و قیمت اور حرمت کا اندازہ یہاں سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے بغیر کسی وجہ کے ایک فرد کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تکریم انسانیت کے حوالے سے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا﴾[16]

"کہ جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد انگیزی (کی سزا) کے بغیر (ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے اسے (ناحق مرنے سے بچا کر) زندہ رکھا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو زندہ رکھا (یعنی اس نے حیاتِ انسانی کا اجتماعی نظام بچا لیا)"

اس آیت مبارکہ میں انسانی جان کی حرمت کا مطلقاً ذکر کیا گیا ہے جس میں عورت یا مرد، چھوٹے بڑے، امیر و غریب حتی کہ مسلم اور غیر مسلم کسی کی تخصیص نہیں کی گئی قرآن نے کسی بھی انسان کو بلاوجہ قتل کرنے کی نہ صرف سخت ممانعت فرمائی ہے بلکہ اسے پوری انسانیت کا قتل ٹھہرایا ہے، جبکہ حضور ﷺ نے تو ایک مومن کے قتل کو بھی پوری دنیا کے تباہ ہونے سے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔

اس حوالے سے حضور نے ارشاد فرمایا ہے:

"عن عبد الله بن عمرو ﷺ ان النبی قال: لزوال الدنیا اهون علی الله من قتل رجل مسلم "[17]

"حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان شخص کے قتل سے پوری دنیا کا ناپید (اور تباہ) ہو جانا ہلکا (واقعہ) ہے"۔

ایک اور روایت میں فرمایا:

---

[16] المائدہ، 5 : 32۔

[17] ترمذی، امام، ابو عیسی محمد بن عیسی، 1998ء، الجامع الکبیر، بیروت، دار العرب الاسلامی، ج4، ص16، رقم الحدیث 1395۔

"عن عبد الله بن بريده عن ابيه، قال: قال رسول الله ﷺ لقتل المؤمن اعظم عند الله من زوال الدنيا"[18]

"حضرت عبد اللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: مومن کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنیا کے برباد ہونے سے بڑا ہے"

چنانچہ دنیا کے تمام مذاہب کے ہاں بالاتفاق کسی معصوم انسان جان کو ضائع کرنا یا اس کو ضائع کرنے کا ارادہ کرنا سب سے بڑا انسانی جرم اور گناہ اور فتنہ وفساد کی بنیاد اور جڑ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیمات اسلام میں قتل ایک طرف بعض اعتبارات سے شرک وکفر کے برابر گناہ ٹھہرایا گیا ہے اور دوسری طرف ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

لہذا مندرجہ بالا بحث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ اسلام کے نزدیک معاشرتی اعتبار سے قتل ہی سب سے بڑا انسانی جرم (گناہ) ہے کیونکہ یہ فعل اللہ تعالیٰ کی منشائے تخلیق، انبیاء اسلام کا مقصد بعثت، اور دین کی تعلیمات اور بقائے نوع انسانی کی خلاف بغاوت، ہٹ دھرمی اور سرچشمہ فساد کی حیثیت رکھتا ہے۔

ہندو مت:

ہندو مت میں بھی قتل کو گناہ قرار دیا گیا ہے اس کے بارے منو میں برہمن کے قتل کے سلسلہ میں بیان کیا گیا ہے۔ منو کہتا ہے:

"برہمن کے قتل سے زیادہ عظیم گناہ روئے زمین پر اور کوئی نہیں"[19]

جبکہ اس کے مدمقابل عورتوں، شودروں، ویشوں، اور کھشتریوں کا قتل ایک معمولی گناہ اور جرم سمجھا جاتا ہے جس کے بارے منو میں اس طرح ہے:

"عورتوں، شودروں، ویشوں اور کھشتریوں کا قتل ایک خفیف جرم ہے جس سے ذات ضائع ہو جاتی ہے"[20]

---

[18] نسائی، احمد بن شعیب بن علی، ابو عبد الرحمن، 1995ء، سنن نسائی، بیروت لبنان، دار الکتب العلمیہ، ج 2، ص 284، رقم الحدیث 3448۔

[19] منو، 2007ء، منودھرم شاستر مترجم ارشد رازی، 8 : 370۔

اگر برہمن کسی کو قتل کردے تو اس وقت یہ جرم اور گناہ کو خفیف سمجھا جاتا ہے جس کا ذکر یوں کیا گیا ہے:

"اگر کوئی برہمن کسی شودر کو جان سے مار ڈالے تو اس پر کوئی دوش نہ ہوگا البتہ اس پر سچت کرنا ہوگا جو کسی جاندار مثل نیولے، چھپکلی، چوہے یا سانپ کو مارنے کا ہے۔"(21)

مزید لکھتے ہیں:

"اگر کوئی برہمن کسی شودر کو مار ڈالے تو اس پر کوئی دوش نہ ہوگا البتہ اس پر سچت کرنا ہوگا جو کسی جانور مثل نیوے، چھپکلی، چوہے یا سانپ کو مارنے کا ہے"۔(22)

اس کے برعکس جہاں تک برہمن کا تعلق ہے تو اس کا قتل روئے زمین پر سب سے بڑا گناہ متصور ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا شلوک کی روشنی میں یہ بات عیاں ہوگی کہ انسانی جان پر براہ راست زیادتی کی سب سے خطرناک صورت قتل وخونریزی ہے یہ ایک سنگین جرم اور سب سے بڑا گناہ ہے جسے کسی بھی سامی یا غیر سامی معاشرے نے یا شریعت واحکامات یا تعلیمات نے گوارہ نہیں کیا بلکہ اس کی روک تھام کیلئے مختلف قانونی، انتظامی اور اخلاقی اقدامات کیے جاتے رہے۔

ہندو مت میں سب سے بڑا گناہ قتل ہے لیکن ہندوؤں میں ذات پات کی تقسیم کی وجہ سے معاشرے میں زندگی گزارنے والے تمام لوگوں کی جان کی قدر وقیمت یکساں نہیں ہے۔ منو کے قانون میں قتل ایک بڑا جرم اور گناہ ضرور ہے لیکن اس وقت بڑا جرم اور گناہ ہوگا جب وہ قتل کسی برہمن کا ہو۔

مندرجہ بالا بحث کی روشنی میں دیکھا جائے تو جب کوئی بھی گناہ یا جرم جس کا ارتکاب کرنے والا کوئی بھی ہو تو اس میں درجے کے اعتبار سے سب برابر ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی مستثنیٰ نہیں ہوتا

---

[20] منو، 2007ء، منودھرم شاستر مترجم ارشد رازی، 8 : 67۔

[21] منو، 2007ء، منودھرم شاستر مترجم ارشد رازی، 11 : 130۔

[22] منو، 2007ء، منودھرم شاستر مترجم ارشد رازی، 12 : 32۔

یہی وجہ ہے وہ معاشرہ جہاں برابری کی بنیاد پر سلوک کیا جائے گناہ وجرم کے ارتکاب پر سزا دی جائے تو وہ معاشرہ وہ تہذیب وتمدن ایک پاکیزہ اور عدل وانصاف پر مبنی معاشرہ وتہذیب ہوگی لیکن ہندومت میں ذات پات کی تقسیم کی وجہ سے گناہ وجرائم میں بھی یکسانیت نہیں رہتی ایک کیلئے خفیف گناہ و جرم جبکہ نچلی ذات کیلئے بہت بڑا گناہ اور جرم بن جاتا ہے

زنا:

انسان کی قدر ومنزلت اور عزت تمام مذاہب میں محترم اور اس کو معیوب کرنے والا سب سے بڑا گناہ زنا ہے جس کی ممانعت تمام مذاہب عالم میں کی گئی ہے۔

اسلام:

دوسرے مذاہب کی طرح اسلام میں زناکاری کی بہت سختی کے ساتھ ممانعت ہے اور دین اسلام کی تعلیمات میں نہایت ہی موثر طریقے سے اپنے ماننے والوں کو اس فعل بد سے روکا ہے۔چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ﴾ [23]

"اور تم زنا(بدکاری) کے قریب بھی مت جانا بے شک یہ بے حیائی کا کام ہے، اور بہت ہی بری راہ ہے۔"

علامہ ابن کثیر زنا سے متعلق تفسیر ابن کثیر میں حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں:

"عن الهيثم الطائی عن النبی ﷺ قال ما من ذنب بعد الشرك اعظم عند الله من نطفة وضعها رجل فی رحم لايحل له"[24]

"حضرت ہیثم الطائیؒ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ نطفہ ہے جو آدمی ایسے رحم میں ڈالتا ہے جو اس کے لیے حلال نہیں"

---

[23] بنی اسرائیل،17 : 32۔

[24] ابن کثیر، عماد الدین، تفسیر القرآن العظیم، دار احیاء الکتاب العربی البابی الحلبی و سرکائہ، ج3، ص39۔

ہندو مت:

ہندو مت میں بھی زنا کو گناہ قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ منو سمرتی میں ہے:

"دنیا میں زناکاری کے سبب سے اولاد دوغلی کی پیدائش ہوتی ہے جس سے عالم فاش ہوتا ہے بایں وجہ آئین مقدس میں زناکاری منع ہے"(25)

ہندو مت کی تعلیمات میں زنا جیسا گناہ بھی ہندوؤں کے منقسم ذات پات کے نظام سے متاثر ہے اگر زنا کرنے والا برہمن طبقے سے ہو تو اس صورت میں یہ گناہ خفیف شمار ہو گا اور اس کی سزا بشکل جرمانے یا قید کے ہو گی اور اگر یہی فعل کوئی بقیہ ذاتوں میں سے نچلی ذات کا فرد سرانجام دیتا ہے تو یہی فعل عظیم گناہ متصور ہو گا اور اس کیلئے جو سزا متعین کی گئی وہ سزائے موت، لنگ چھیدن (عضو تناسل کا کٹوانا)، کتوں سے کٹوانا، اور قید ہے۔ اور یہ کہ ہم قوم اور اعلیٰ قوم نچلی قوم کی عورتوں سے زنا کی صورت میں اس فعل کی نوعیت اور حالت متاثر ہوتی ہے اعلیٰ قوم کی عورت کے ساتھ زنا کرنا عظیم گناہ جبکہ نچلی قوم کی عورت کے ساتھ زنا کرنا خفیف گناہ متصور ہوتا ہے۔

ہندو مت میں زناکاری کی ممانعت یا حرمت کی وجہ اولاد دوغلی کی پیدائش ہے۔ جس کا ذکر اقتباس بالا میں کیا گیا ہے لیکن دوسری طرف ہندو مت میں "نیوگ" کا طریقہ بھی قدیم زمانوں سے چلا آرہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوؤں کے ہاں کسی کا بے اولاد ہونا "سورگ" سے محرومی ہے اس لیے تبنیت جو ایک غیر فطری فعل ہے ہندو دھرم میں اس کو مقام حاصل ہے چنانچہ ستیارتھ پرکاش میں ہے۔

"جب خاوند اولاد جنانے کے قابل نہ رہے اس وقت اپنی عورت کو حکم دے کہ بھاگوان تو کسی غیر مرد سے اپنی آرزو پوری کرلے میری آس مت رکھ۔ وہ عورت خواہ ایک سے خواہ دس دس سے بالک جن نے وہ اپنے خاوند کی خدمت میں حاضر رہے"(26)

اگر عورت اس فعل پر عمل نہیں کرتی اور انکار کر دیتی ہے تو وہ گناہ گار کہلائے گی۔ ستیارتھ پرکاش میں اس حوالے سے اس طرح بیان کیا گیا ہے:

---

[25] منو، 2007ء، منودھرم شاستر مترجم ارشد رازی، 8 : 256۔

[26] دیانند سرسوتی، سوامی، 2002ء، رگ وید، مترجم نہال سنگھ، لاہور، نگارشات پبلشرز، مزنگ روڈ، ص117۔

"اگر شوہر بیوی کو کسی آدمی سے تعلقات پیدا کر کے اولاد پیدا کرنے کے لیے کہے اور بیوی اس سے انکار کرے تو وہ گناہ کی مرتکب سمجھی جائے گی اور "نیوگ" کر کے اولاد پیدا کرنا نہ اخلاقی جرم ہے نہ قانونی"[27]

اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ہندومت میں زنا سے متعلق عجیب تضاد ہے ایک طرف اس کو گناہ جبکہ دوسری طرف اس کو کرنے کا حکم دیا جارہا ہے

چوری، ڈاکہ:

جس طرح ایک امن وامان پر مبنی معاشرے کیلئے ضروری ہے کہ لوگوں کے جان ومال اور عزت وآبرو محفوظ رہیں اسی طرح مال کا محفوظ ہونا بھی ضروری ہے۔ اس مقصد کیلئے تمام مذاہب میں واضح احکامات موجود ہیں اور اس لیے چوری اور ڈاکے سے سختی کے ساتھ ممانعت ہے اور ایسے فعل کے ارتکاب کو گناہ اور جرم عظیم قرار دیا گیا ہے۔

اسلام:

دین اسلام میں بھی دوسرے ادیان کی طرح چوری اور ڈاکہ حرام ہے کیونکہ اس میں غیر کے مال کو ناجائز طریقے سے کھایا جاتا ہے شریعت اسلامیہ میں ہر وہ صورت جس سے غیر کے مال کو ناجائز طریقے سے کھایا جائے وہ حرام ہے مثلاً چوری، ڈاکہ، سود، رشوت، ملاوٹ، جوا، بد دیانتی، لاٹری وغیرہ۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ﴾[28]

"اور تم ایک دوسرے کے مال آپس میں ناحق نہ کھایا کرو"

حدیث مبارکہ میں ہے:

"لایحل مال امرئ مسلم الا بطیب نفس منه"

"کسی مسلمان آدمی کا مال بغیر اس کی رضا کے کھانا حلال نہیں"[29]

---

[27] دیانند سرسوتی، سوامی، 2002ء، رگ وید، مترجم نہال سنگھ، لاہور، نگارشات پبلشرز، مزنگ روڈ، ص352۔

[28] البقرہ، 2 : 187۔

[29] ابو یعلی، احمد بن علی بن مثنی بن یحییٰ بن عیسیٰ، 1405ھ، المسند، دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ج1، ص80۔

شریعت اسلامیہ کی رو سے دوسروں کے مال پر فیفہ کی دو قابل حد صورتیں ہیں ایک سرقہ (چوری) اور دوسرا حرابہ (ڈاکہ)

چوری:

"شریعت اسلامیہ کی اصطلاح میں کسی شخص کی چیز کو خفیہ طور پر لے لینے کو کہتے ہیں جس میں نہ اس شخص کی رضامندی شامل ہو اور نہ اسے اس کا علم ہو"(30)

ڈاکہ:

"جبکہ ڈاکہ غلبہ حاصل کر کے کسی کے مال کو لوٹنے کے ارادے سے نکلنے کو کہتے ہیں۔ لہذا چوری کی بنیاد کسی کے مال کو لینے پر ہے اور ڈاکے کی مال لوٹنے کے لیے نکلنے پر خواہ مال لے یا نہ لے"۔ (31)

شریعت اسلامیہ نے سرقہ اور ڈاکہ کی حد مقرر کر کے لوگوں کے مال اور جان کو محفوظ کر دیا ہے۔ حد سرقہ سے لوگوں کا مال محفوظ ہو جاتا ہے جبکہ حد حرابہ سے جان بھی محفوظ ہو جاتی ہے اور مجرم آئندہ کے لیے ایسے فعل سے باز رہتا ہے اور دوسروں کو عبرت حاصل ہوتی ہے۔

ہندو مت:

ہندو مذہب میں کسی کا مال وزر زبردستی یا چرا لینے کو بہت بڑا گناہ اور جرم قرار دیا گیا ہے:

"وہ اٹھارہ معاملات جن کو متنازعہ قرار دیتے ہوئے منوسمرتی میں بیان کیا گیا اور ان کے بارے عمدہ قانون بنانے کا حکم دیا گیا ہے اس میں تیرہویں نمبر پر چوری اور ڈاکے کا ذکر ہے"۔ (32)

لائق تعریف راجہ کی درج ذیل صفات بیان کی گئی ہیں:

---

[30] الشوکانی، محمد بن علی، 1997ء، فتح القدیر، بیروت، دار المعرفہ للطباعہ، ج4، ص181۔

[31] عودہ عبد القادر، التشریح الجنائی الاسلامی س ن، بیروت، دار الکتاب العربی، س ن، ج2، ص638۔

[32] منو، 2007ء، منودھرم شاستر مترجم ارشد رازی، 8 : 6۔

"جس راجہ کے راج میں نہ چور ہو نہ زناکار نہ بدزبان نہ ڈاکو نہ مار پیٹ کرنے والا نہ راجہ کا حکم توڑنے والا وہ راجہ از خود لائق تعریف ہے"(33)

لہذا ہندو مت میں کسی کے مال کو زبردستی چھین لینے یا چوری کرنے کو گناہ اور جرم قرار دیا گیا ہے۔ لیکن باقی گناہ و جرائم کی طرح کسی برہمن کا ادنی ذات کے کسی شخص سے مال چھیننا یا چوری کرنا گناہ و جرم تصور نہیں کیا جاتا ہے۔ منو سمرتی میں ہے:

"برہمن کو اگر ضرورت ہو تو شودر کا مال جبرا لے سکتا ہے جبر سے برہمن پر کوئی جرم عائد نہ ہو گا"(34)

اس کی وجہ منو بیان کرتا ہے کہ دنیا کا سب کچھ برہمن کا ہے اس لیے وہ جو مال جب چاہے لے سکتا ہے۔ منو سمرتی میں ہے:

"جو کچھ اس دنیا میں ہے برہمن کا ہے کیونکہ وہ خلقت میں سب سے بڑا ہے کل چیزیں اسی کی ہیں"(35)

نچلی ذاتوں کے لوگ ایک دوسرے کا مال واسباب کو چرائیں تو اس کو گناہ اور جرم قرار دیا گیا ہے جبکہ برہمن اس سے مستثنی ہیں۔ نچلی ذات کے لوگ چوری کریں تو اس کو سنگین گناہ اور عظیم جرم جبکہ اس کے برعکس اعلیٰ ذات کے لوگ چوری کریں تو ہلکا جرم اور چھوٹا گناہ متصور ہو گا۔

غصہ:

غصہ انسان کا ایک فطری جذبہ ہے اور یہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب اسے کسی مقصد کے حصول، اپنی خواہش یا ارادے کی راہ میں رکاوٹ یا کسی فوری رد عمل کے طور پر پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے غصہ کو تقریبا ہر مذہب میں انسان کی بنیادی خامیوں اور گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔

---

[33] منو، 2007ء، منودھرم شاستر مترجم ارشد رازی، 8 : 371۔

[34] منو، 2007ء، منودھرم شاستر مترجم ارشد رازی، 8 : 417۔

[35] منو، 2007ء، منودھرم شاستر مترجم ارشد رازی، 1 : 99۔

اسلام:

اسلام میں غصہ کو حرام قرار دیتے ہوئے اس سے دور رہنے کی تلقین کی گئی ہے کیونکہ اس سے بہت سی دوسری برائیاں جنم لیتی ہیں اللہ کے پسندیدہ لوگ میں جو اپنے غصے کو کنٹرول میں رکھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ (36)

"اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں سے (ان کی غلطیوں پر) درگزر کرنے والے ہیں ، اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے"

ایک مرتبہ حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ "تم سب سے بڑا پہلوان کسے سمجھتے ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہم اسے سب سے بڑا پہلوان سمجھتے ہیں جسے کشتی میں کوئی نہ پچھاڑ سکے۔ اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ليس بذالك ولكنه الذى يملك نفسه عند الطلب"(37)

"وہ پہلوان نہیں ہے بلکہ اصل طاقتور وہ شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے۔"

ہندومت:

ہندومت میں بھی غصہ کو اسلام کی طرح رذائل اخلاق اور گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔ غصے سے چونکہ بہت سی برائیاں جنم لیتی ہیں اس لئے غصے کو قابو میں رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ بھگوت گیتا میں ہے:

"جہنم کی تین دروازے ہیں: ا۔ طمع اور لالچ ۲۔ شہوت ۳۔ غصہ
اے انسان تو کبھی بھی ان تینوں میں نہ پڑنا کیونکہ یہ ہلاکت کی طرف لے جاتے ہیں۔"(38)

شری بھگوت گیتا میں ان تینوں کے بارے اس طرح بیان کیا گیا ہے:

---

[36] آل عمران، 3 : 134۔

[37] مسلم، 1991ء، ج2، رقم326۔

[38] کرشن مہاراج، س ن، بھگوت گیتا، مترجم خواجہ دل محمد، لاہور، فکشن ہاؤس، 18 مزنگ روڈ، 16 : 21۔

"خواہش، غصہ اور طمع دوزخ کے تین مختلف دروازے ہیں جن سے انسان پر زوال آتا ہے اس واسطے ان تینوں کا ترک لازم ہے: حرص وخواہش اور غضب دوزخ کے دروازے ہیں تین۔ ان سے اپنا دل ہٹا وہ دل کو لیجانے میں چھین۔ اگر خواہش، غصہ اور طمع دوزخ کے دروازے ہیں۔ تو پھر جتنے انسان ان خصلتوں سے مغلوب ہیں وہ گرفتار دوزخ ہیں"[39]

تکبر:

تمام مذاہب میں غرور و تکبر کو بڑے گناہوں میں شامل کیا گیا ہے۔ اور اس کو گناہ کی جڑ کہا گیا ہے۔ کیونکہ بہت سی دوسری برائیاں اس کی وجہ سے جنم لیتی ہیں۔ مثلاً خود پرستی، خود فریبی، خدا کا انکار، خدا کو بھول جانا، سخت دلی، کینہ، دوسروں کیلئے طعن و تشنیع، مذاق اڑانا، سخت گیری، لڑائی، جھگڑا، ظلم و تشدد یہ سب غرور و تکبر اور گھمنڈ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اور سب سے خطرناک گناہ خدا کی تحقیر کرنا ہے۔ یا خدا کے احکامات کی حکم عدولی اور خدا کی خلاف بغاوت میں سب سے بڑا عنصر تکبر ہی ہوتا ہے۔

۳۔ اسلام:

اسلام میں غرور و تکبر کو سخت ناپسند کیا گیا ہے اور اس کا شمار بھی ایک حد تک کبیرہ گناہوں میں ہوتا ہے۔ کبریائی صرف اور صرف ذات الٰہی کو زیب دیتی ہے۔ زمین پر اکڑ کر چلنا اور سر کو متکبرانہ انداز میں ہلانا، قرآن وحدیث کی نظر میں سخت ناپسندیدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا﴾[40]

"اور زمین میں اکڑ کر مت چل، بیشک تو زمین کو (اپنی رعونت کے زور سے) ہرگز چیر نہیں سکتا اور نہ ہی ہرگز تو بلندی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتا ہے (تو جو کچھ ہے وہی رہے گا)"

سورہ لقمان میں ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا﴾[41]

---

[39] شری بھگوت گیتا، ادھیائے 16 شلوک 21۔

[40] بنی اسرائیل، 17 : 37۔

"اور زمین پر اکڑ کر مت چل"

نہ صرف قرآن حکیم بلکہ احادیث مبارکہ میں بھی اس کو ناپسند کیا گیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قال الله تعالی: الکبریاء ردائی والعظمة ازاری فمن نازعنی واحدا منهما فدقته فی النار"[42]

جس شخص کے دل کے اندر ذرا بھر بھی تکبر ہو اس کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"لایدخل الجنة احد فی قلبه مثقال حبة خردل من کبریاء"[43]

ہندومت:

ہندومت میں عاجزی کو پسند جبکہ اپنے اوپر کسی بھی مقام و مرتبہ کے لحاظ سے غرور و تکبر کرنے کو ناپسند کیا گیا ہے۔ بھگوت گیتا میں غرور و تکبر کو شیطانی صفت قرار دیا گیا ہے اور اس سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے:

"دورنگی، غرور و نمائش و غضب
سخن تلخ باتیں جہالت کی سب
انہی سے اس انسان کی پہچان ہے
سدا سے جو فطرت کا شیطان ہے"[44]

بھگوان کہتے ہیں:

"اپنے اوپر فخر یا مان نہ کرنا، خود کو نمانا اور حقیر خیال کرنا دیوتائی گن ہے"[45]

بھگوت گیتا میں مزید بیان کیا گیا:

---

[41] لقمٰن، 31 : 18۔

[42] ابو داؤد، امام، سلیمان بن اشعث سجستانی، 1994ء، سنن ابی داود، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ج2، رقم 566۔

[43] مسلم، ابی الحسین الحجاج القشیری النیشاپوری، 1991ء، صحیح مسلم، قاہرہ، دار الحدیث، ج1 رقم 65۔

[44] بھگوت گیتا، مترجم شان الحق حقی، 16 : 4۔

[45] بھگوت گیتا، مترجم شان الحق حقی 16 : 113۔

"شیطان صفت لوگوں کی عقل پر شیطان غلبہ پالیتا ہے اور وہ بے عقل لوگ غیر مضر اور بیہودہ کاموں میں مصروف رہتے ہیں، جو اس دنیا کو تباہ کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔ ایسے شیطان صفت لوگ کبھی نہ ختم ہونے والی ہوس، غرور اور جھوٹے ابھیمان کے نشے میں ڈوبے ہوئے ماکا کے چکر میں پھنس کر ہمیشہ عارضی اشیا کے گرویدہ ہو کر ناپاک کاموں میں مصروف رہ کر شیطانیت پر تلے رہتے ہیں۔"(46)

حسد:

حسد ایک خطرناک اور بہت بری اخلاقی بیماری ہے۔ حسد سے مراد یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی کوئی بھی نعمت، خوشحالی، ترقی وغیرہ دیکھ کر اپنے دل میں کڑھے اور دوسرے کی نعمت اور خوشحالی دیکھ کر اسے خوشی نہ ہو بلکہ اس کی تمنا ہو کہ دوسرے سے بھی یہ نعمت چھن جائے حسد سے تقریبا تمام مذاہب نے سختی کے ساتھ منع کیا ہے اور بعض مذاہب میں کبیرہ گناہوں میں اس کو شمار کیا ہے۔

اسلام:

دیگر مذاہب کی طرح اسلام میں بھی حسد کی ممانعت ہے اور حسد کے بارے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾(47)

"کیا یہ (یہود) لوگوں (سے ان نعمتوں) پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں"

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عن ابی هرهرة ان النبی قال: ایاکم والحسد، فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب، او قال الحشب"(48)

---

46 بھگوت گیتا، مترجم شان الحق حقی، 16 : 9-10۔

47 النساء، 4 : 54۔

48 ابو داؤد، 1994ء، السنن، ج4 ص276، رقم 4904۔

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حسد سے بچتے رہو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے یا فرمایا کہ سوکھی گھاس کو کھا لیتی ہے۔"

ہندومت:

ہندومت میں حسد کو رذائل اخلاق میں شامل کیا گیا ہے۔ حسد سے متعلق منو میں اس طرح بیان کیا ہے:

"حسد، گمراہی، حرص، لاعلمی کسی صورت میں قابل قبول نہیں ہوتی"(49)

ہندومت میں جو شخص بھگوان کو زیادہ پسند ہے اس کے بارے اس طرح آیا ہے:

"جو آدمی مکمل صدق دل اور تندہی سے کام کرتا ہے مگر پھل کی خواہش کو دل میں نہیں لاتا اور حسد وبغض سے آزاد رہ کر عمل کرتا ہے، ہار جیت، ناکامی کو یکساں خیال کرتا ہے تو ایسے آدمی کو ہم یوگی کہتے ہیں اور وہ ہمارا پسندیدہ ہے"(50)

خلاصہ بحث

اسلام اور ہندومت میں جہاں چند گناہوں کی اقسام میں مماثلت پائی جاتی ہے جن سے بچ کر بلا تفریق تمام انسان ایک اچھی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ لیکن منو نے ہندوؤں کو چار مختلف ذاتوں میں تقسیم کر کے ان کے چار درجے بنا دیئے ہیں جن میں سب سے اعلیٰ درجہ برہمن کا ہے اور شودر سب سے کم بلکہ گھٹیا ذات ہے۔ اب ایک گناہ اور جرم اعلیٰ ذات کیلئے تو گناہ خفیف اور چھوٹا گناہ ہے جبکہ وہی گناہ اور جرم نچلی ذاتوں کیلئے گناہ سنگین اور بڑا گناہ وجرم تصور کیا جاتا ہے۔

اس کے برعکس اسلام نے گناہ اور جرم کے سلسلے میں ایک واضح لائحہ عمل بیان کیا ہے جو عدل ومساوات پر مبنی ہے۔ جو بھی اس کا ارتکاب کرے گا بلا تفریق ورنگ ونسل وہ گناہ گار اور مجرم ٹھہرے گا۔ اور تمام کے لئے یکساں گناہ اور سزا ہے۔ اسلام کا دیا ہوا ضابطہ اور تعلیمات قابل عمل ہیں کیوں کہ یہ خالق کائنات کا نازل کردہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام انسان برابر ہیں اسلام میں معاشرتی درجہ بندی کا کوئی جواز نہیں قرآن نے

---

[49] منو، 2007ء منودھرم شاستر مترجم ارشد رازی،، لاہور، نگارشات پبلشرز، المطبعہ العربیہ، ص178۔

[50] بھگوت گیتا، مترجم شان الحق حقی، 4 : 22-23۔

خاندانوں اور قبیلوں کے بنانے کا مقصد صرف اور صرف تعارف قرار دیا ہے نسلی یا قبائلی تعصب پیدا کرنا ہر گز نہیں۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے:

﴿وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا﴾[51]

"اور ہم نے تمہیں (بڑی بڑی) قوموں اور قبیلوں میں (تقسیم) کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔"

لہذا گناہ اور جرم خواہ کسی بڑے قبیلے کا فرد کرے یا کسی چھوٹے قبیلے کا گناہ اور جرم ہی تصور ہو گا اور سزا بھی ایک جیسی ملے گی جس کی مثال کتب احادیث میں مذکور ہے۔

قریش کی ایک معزز خاتون کی چوری کا معاملہ ہے۔ مقدمہ حضور ﷺ تک پہنچا تو آپ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا قبیلہ کے باعزت لوگوں نے حضرت اسامہ بن زید کی سفارش کرائی، حضور ﷺ نے اسے ناپسند فرمایا اور درج ذیل خطبہ دیا:

انما اهلك من كان قبلكم انهم كانوا يقيمون الحد على الوضيع ويتركون على الشريف والذى نفسى بيدى لو فاطمة (بنت محمد) فعلت ذلك لقطعت يدها.[52]

"تم سے پہلے جو امتیں گزری ہیں وہ اس لیے تباہ ہوئیں کہ لوگ کمتر درجہ کے مجرموں کو قانون کے مطابق سزا دیتے تھے اور اونچے درجے والوں کو چھوڑ دیتے تھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد بھی ایسا کرتی تو میں ضرور اس کا ہاتھ کاٹ دیتا"

دین اسلام کی بنیاد ہی عدل پر ہے خواہ دوست ہو یا دشمن اس کے ساتھ عدل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى﴾[53]

---

[51] الحجرات، 49 : 13۔

[52] بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، امام، 1993ء، صحیح بخاری، بیروت دمشق، مکتبہ دار ابن کثیر، ج6، ص2491، رقم 6405۔

[53] المائدہ، 5 : 8۔

"اور کسی قوم کی سخت دشمنی (بھی) تمہیں اس بات پر برانگیختہ نہ کرے کہ تم (اس سے) عدل نہ کرو عدل کیا کرو (کہ) وہ پرہیز گاری سے نزدیک تر ہے"

دین اسلام چونکہ آخری مذہب ہے اس کی تعلیمات تاقیامت کے لیے ہیں۔ جتنا دین اسلام کی تعلیمات میں ہر ہر گناہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے کسی اور مذہب نے بیان نہیں کیا اور دین اسلام کی تعلیمات انسان کی ہر ہر قدم پر راہنمائی کرتی ہیں اور ہر ایک گناہ کو اتنی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اگر کوئی ان سے اجتناب کرتے ہوئے دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارے تو وہ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کامیابی وکامرانی اور فلاح نجات کا حقدار ٹھہرے گا۔